بلا ساقیا اُن گل اندام کو / نگہ ساتھ گردش میں لا جام کو
شب و روز پی مل کے جامِ شراب / مہ و مہر کو رشک سے کر کباب
یہ سُن سُن کے وہ نازنیں مسکرا / لگی کہنے اچھا بھلا ری بھلا
میں سمجھی ترا جی گیا ہے اُدھر / بہانے تو کرتی ہے کیوں مجھ پہ دھر
لگی کہنے ہنس ہنس کے وہ ماہ وش / ہوئی تھی اُسے دیکھ میں ہی تو غش
مجھی پہ تو چھڑکا تھا تم نے گلاب / بھلا میری خاطر بلاؤ شتاب
یہ آپس میں رمزوں کی باتیں ہوئیں / اشاروں کی باہم جو گھاتیں ہوئیں
بلا لائی جا اُس جواں کے تئیں / کیا میزباں میہماں کے تئیں
بلا اک مکاں میں بٹھایا اُسے / محل کا سماں سب دکھایا اُسے
پھر اُس نازنیں نے پکڑ اُس کا ہاتھ / بٹھایا ہی لا آخر اُس گل کے ساتھ

داستان ملاقات کرنا بدر منیر کا بے نظیر سے

بلا ساقیا مجھ کو صہبائے عیش / ملی ہے نصیبوں سے یہاں جائے عیش
بہم مل کے بیٹھے ہیں دو رشکِ مہ / قرانِ[1] مہ و مہر ہے اس جگہ
ہر اک برج رشکِ گلستاں ہے آج / بہارِ وصالِ غریباں ہے آج
بزور اُس کو لا کر بٹھایا جو واں / نہ پوچھ اُس گھڑی کی ادا کا بیاں
وہ بیٹھی عجب ایک انداز سے / بدن کو چرائے ہوئے ناز سے
منہ آنچل سے اپنا چھپائے ہوئے / لجائے ہوئے شرم کھائے ہوئے

[1] قران نجوم کی اصطلاح میں دو سعد ستاروں کے باہم اتصال کو کہتے ہیں ۱۲ آسی

پسینا پسینا ہوا سب بدن / کہ جوں شبنم آلودہ ہو یاسمن
گھڑی دو تک وہ مہ و آفتاب / رہے شرم سے پائے بندِ حجاب
اُنھوں کے رُکے بیٹھنے سے خفا / ہوئی دل میں اپنے وہ نجم النسا
گلابی کو لا اُس کے آگے دھرا / پیالے کو پھر جلد اُس نے بھرا
کہا شاہزادی کو بیٹھی ہے کیا / یہ پیالہ تو اس بت کے منہ سے لگا
ذرا میری خاطر سے ہنس بول تو / لبِ لعلِ شیریں کو ٹک کھول تو
میں صدقے ترے تجھ کو میری قسم / کئی ساغر اس کو پلا دمبدم
یہ دیکھ اس کی منت پیالہ اُٹھا / ادھر سے پھرا منہ کو اور مسکرا
کہا بادہ نوشی سے ہو جس کو ذوق / پیے یہ پیالہ نہیں اُس کا شوق
کہا شاہزادے نے ہنس کر کے یوں / پیوں میں کسی کے نہورے[1] سے کیوں
غرض ہو کے آپس میں راز و نیاز / پیے دو پیالے بصد امتیاز
پھر آخر کو شہزادے نے بھی اُٹھا / پیالہ بھرا اور اُس کو دیا
جب آپس میں چلنے لگے جامِ مُل / مندے غنچہ ساں دل کھلے مثلِ گُل
ہوئی یک دگر پھر تو تفتیش حال / لگی ہونے آپس میں قال و مقال
کھلا بند جس دم درِ گفتگو / جواں نے حقیقت کہی مو بمو
کہی ابتدا سے جو گذری تھی سب / جتایا سب اپنا حسب اور نسب
پری کا بھی احوال ظاہر کیا / چھپے راز سے اس کو ماہر کیا
کہا اک پہر کی ہے رخصت مجھے / زیادہ نہیں اس سے فرصت مجھے

[1] نہورا۔ منت سماجت۔ احسان۔ رائے ثقیلہ سے بھی بولتے ہیں ۱۲ آسی

یہ سن دل ہی دل پیچ کھا پیچ و تاب ۔ دیا شاہزادی نے اُس کو جواب
مرو تم پری پردہ تم پر مرے ۔ بس اب تم ذرا مجھ سے بیٹھو پرے[۱]
میں اس طرح کا دل لگاتی نہیں ۔ یہ شرکت تو بندی کو بھاتی نہیں
میں سمجھی ہوں تم کو بہت دور ہو ۔ چلو اب کہیں یہاں سے کافور ہو
عبث تم سے کیوں دل لگاوے کوئی ۔ بھلے چنگے دل کو جلاوے کوئی
بہے شمع سا کیوں کوئی اشک سے ۔ جلے کس لیے آتشِ رشک سے
یہ سُن پاؤں پر گر پڑا بے نظیر ۔ کہا کیا کروں آہ بدر منیر
کوئی لاکھ جی سے ہو مجھ پر فدا ۔ میں تجھ پر فدا ہوں مجھے اُس سے کیا
کہا چل سر اپنا قدم پر نہ دھر ۔ کسی کے مجھے جی کی کیا ہے خبر
یہ رمز و کنائے جو ہونے لگے ۔ تو آپس میں ہنس ہنس کے رونے لگے
رہی آخرش دل کی دل میں بات ۔ پہر بھر گئی اتنے عرصے میں رات
خبر رات کی سن اُٹھا بے نظیر ۔ کہا اب میں جاتا ہوں بدر منیر
اگر قید سے چھوٹنے پاؤں گا ۔ تو پھر آج کے وقت کل آؤں گا
یہ مت سمجھیو ہوں میں آرام میں ۔ کروں کیا پھنسا ہوں عجب دام میں
دل اس جا سے اُٹھنے کو[۲] کرتا نہیں ۔ کوئی آپ سے آپ مرتا نہیں
کرم مجھ پہ رکھیو ذرا میری جاں ۔ میں دل چھوڑے جاتا ہوں اپنا یہاں
یہ کہہ اُس طرف وہ روانہ ہوا ۔ دل اس طرف اُس کا دوانہ ہوا

۱ پرے - اُدھر ۱۲ ۲ دل کرنا - دل چاہنا - قدیم محاورہ ہے نواح دہلی میں اب بھی بولتے ہیں۔ لکھنؤ میں دل کرنا ہمت و جرأت کرنا کے معنی میں بولتے ہیں ۱۲ - آسی

گیا اپنے معمول سے بے نظیر ۔ اِدھر کا ہوا قیدی اُدھر اسیر
پری ساتھ کاٹی وہ جوں توں کے رات ۔ اُٹھا صبح ملتا ہوا اپنے ہات
سماں شب کا آنکھوں میں چھایا ہوا ۔ مزہ دل میں سارا سمایا ہوا
اُٹھے جو کوئی وصل کا دیکھ خواب ۔ نہ ہو وصل اور دل کو ہو اضطراب
نئی بات کا لطف پانا غضب ۔ وہ پہلے پہل دل لگانا غضب
قلق دل پہ یعنی کٹے روز کب ۔ ملے مجھ سے شمع شب افروز کب
محبت میں زلف سیہ فام کی ۔ لگا دیکھنے راہ پھر شام کی
وہ دن ہجر کا اور شامت ہوا ۔ اُسے کاٹنا دن قیامت ہوا
ادھر کا تو احوال تھا اس طرح ۔ کہا میں نے کر مختصر جس طرح
ولے اب سنو تم اُدھر کا بیاں ۔ ہوا طرف ثانی کا کیا حال واں
وہ شب اس کو اندوہ و غم میں کٹی ۔ گھڑی جو کٹی سو الم میں کٹی
رہی صورت آنکھوں میں جو یار کی ۔ ہوئی یاد میں صبح رخسار کی
کچھ امید جی میں کچھ اک جی کو یاس ۔ لبوں پر ہنسی لیک چہرہ اُداس
لگا اُس کو باتوں میں نجم النسا ۔ لگی کہنے جی چاہتا ہے مرا
کہ تو آج کر خوب اپنا سنگار ۔ مجھے حسن کی اپنے دکھلا بہار
لگی کہنے چل ری ددانی نہ ہو ۔ کہیں بات اپنی بگانی نہ ہو
کروں کس کی خاطر میں اپنا سنگار ۔ وہ ہے کون جس کو دکھاؤں بہار
غرض شاہزادی بہت دور تھی ۔ یہ شکل اُس کو پہلے ہی منظور تھی
نہا دھو کے اس روز ایسی بنی ۔ کہ دولہن کی سیج پر ہو جیسے بنی[۱]

[illegible] ۱۲ [illegible]
۱ بنی - [illegible] ۱۲

وہ کھڑے کا عالم وہ کنگھی کا رنگ
شب ماہ ہو دیکھ کر جس کو دنگ

وہ مسی وہ اُس کے لب لعل فام
سوادِ دیار بدخشاں کی شام

وہ آنکھوں کا عالم وہ کاجل غضب
کہے تو پڑی نرگستاں[1] میں شب

ستم تس پہ سرمے کی تحریر سی
کھنچی ہاتھ کافر کے شمشیر سی

لکھوٹا[2] وہ پانوں کا مسی کے ساتھ
کہ جوں دامن شب شفق کے ہو ہاتھ

وہ پشواز اک ڈانک[3] کی جگمگی
ستاروں کی تھی آنکھ جس پر لگی

اور اک اوڑھنی جالی مقیش کی
پڑی چاندنی سی مہ عیش کی

جو دیکھے وہ انگیا جواہر نگار
فرشتہ ملے ہاتھ بے اختیار

وہ باریک کُرتی مثالِ ہوا
عیاں مو بمو جس سے تن کی صفا

ڈلک[4] سرخ نیفے کی اُبھری ہوئی
گلابی سی گرد ایک تہ دی ہوئی

جھلک پائجامے کی دامن سے یوں
کہ روشن ہو فانوس میں شمع جوں

مغرق زری کا وہ شلوار بند[5]
ثریا سے تابندگی میں دوچند

پڑی پاؤں میں کفش زریں نگار
ستاروں[6] کی جیسے زمیں پر بہار

لگا پا سے وہ نازنیں تا بہ فرق
سراپا جواہر کے دریا میں غرق

۱ نرگستان۔ نرگس زار۔ نرگس کا جنگل۔ نرگس کا تختہ۔ نرگس کو آنکھ سے تشبیہ دینا مسلمات سے ہے ۱۲

۲ لکھوٹا۔ پان کی وہ سرخی جو عورتیں ہونٹوں پر جماتی ہیں ۱۲-آسی ۳ ڈانک۔ سنہرا یا روپہلا ورق جو نگینے وغیرہ کے نیچے اس لیے رکھتے ہیں کہ چمک دمک پیدا ہو اس سے معلوم ہوا کہ کپڑے کے نیچے بھی ڈانک لگاتے تھے ۱۲ ۴ ڈلک۔ جناؤ۔ اُبھار۔ چمک دمک۔ ہلکی سی سیون ۱۲ ۵ شلوار بند۔ ازار بند ۱۲ ۶ ستارہ۔ وہ گول گول سنہرے روپہلے چاند جو جوتیوں وغیرہ میں لگاتے ہیں ۱۲

گتھی ہوئی ترکیب اور وہ بدن
وہ پوشاک و زیور کی اس پر پھبن

وہ چھب[1] تختی اُس کی نزاکت نہاد
چمن زار قدرت میں نخل مراد

بھری مانگ موتی سے جلوہ کناں
نمایاں شب تیرہ میں کہکشاں

وہ ماتھے پہ ٹیکے کی اُس کے جھلک
سحر چاند تاروں کی جیسے چمک

ہوس ہو نہ دیکھ اُس کے زیور کو پھر
کہے تو کہ ٹیکا[2] تھا سب اُس کے سر

وہ بالے کی تابندگی زیر گوش
جسے دیکھ اُڑ جائیں بجلی کے ہوش

وہ ہیرے کا تکمہ بصد آب و تاب
وہ صبح گلو مطلع آفتاب

وہ تکمے پہ چنپا کلی کی پھبن
کہ سورج کے آگے ہو جیسے کرن

وہ چھاتی پہ الماس کی دُھکدُھکی[3]
رہے آنکھ سورج کی جس پر جھکی

وہ موتی کے مالے لٹکتے ہوئے
رہیں دل جہاں سر پٹکتے ہوئے

وہ الماس کی ہیکل اک خوشنما
تصور رہے جس کا دل سے لگا

وہ بھجبند[4] بازو کے اور نورتن
کہ جوں گل سے ہو شاخ زیب چمن

وہ پہونچی زمرد کی اور دستبند[5]
نزاکت میں تھی شاخ گل سے دوچند

وہ لعلوں کی پازیب آویزہ دار
سدا اشک خونیں ہو جس پر نثار

وہ مینے کے پاؤں میں چھلے تھے کل
کہ آنکھوں سے دل اُنپہ کھاتے تھے گل

وہ بالوں کی بو رشک مشک ختن
وہ ڈوبا ہوا عطر میں پیرہن

۱ چھب تختی۔ جسم کی خوبصورتی انگات جسم کی بناوٹ ۱۲ ۲ ٹیکا سر ہونا۔ بجائے سر سہرا ہونا استعمال کیا ہے ۱۲-آسی ۳ دھکدکی گلے کا ایک زیور ۱۲ ۴ بھجبند بازو کا ایک زیور ۱۲ ۵ دستبند۔ کلائی کا ایک زیور ۱۲

زمیں سے معطر ہوا تا فلک | زمانہ گیا اُس کی بُو سے مہک
کیا اس طرح کا جب اُس نے سنگار | ہوئے مہر و مہ اُس کے منہ پر نثار
فلک تک گئی حسن کی اُس کے دھوم | لیا ہاتھ مشاطہ نے اپنا چوم
خواصوں نے گھر کو دیا انتظام | تمامی کے پردے لگائے تمام
بچھا فرش اور کر چھپرکھٹ کو صاف | مرصع کا اُس پر اُڑھا کر غلاف
وہ نرگس کے دستے جو آفاق میں | نہ نکلیں سولا کر چُنے طاق میں
ولایت کے میوے دھرے ہر طرف | کہ لیجاوے بو اُن کی گل پر شرف
دھرے لخلخے[1] خاص ایوان میں | ہوا ہو گئی عطر دالان میں
دھریں کشتیاں اک طرف بیشمار | چنی اک طرف ڈالیوں کی قطار
اچار اور مربے دھرے خوشنما | وہ باہر کے دالان میں جا بجا
چھپرکھٹ کے پاس ایک مسند بچھا | اور اُس پر تمامی کے تکیے لگا
چنگیریں[2] بنا اور رکھ پاندان | قرینے سے اُس میں رکھے ہار پان
کئی عطر دان وال مرصع دھرے | انوکھی گھڑت کے کئی چوگھڑے[3]
سرہانے مجلد دھری اک کتاب | ظہوری نظیری کا کل انتخاب
دھری اک بیاض اور رشک چمن | پر از شعر سودا و میر و حسن
قلمدان بھی اک نزاکت بھرا | قرینے سے زیر چھپرکھٹ دھرا
دھرا اک طرف گنجفہ خوش تماش | دھری چوپڑ[4] اک طرف کو غم تراش

[1] لخلخہ۔ مرکب خوشبوئیں جو مجموعہ کے طور پر تیار کرتے ہیں ۱۲ آسی [2] چنگیر۔ پھولوں کی ڈلیا ۱۲ [3] چوگھڑا۔ ایک قسم کے چوگوشیہ صندوقچے جس میں ڈلی الائچی وغیرہ رکھتے ہیں ۱۲ [4] چوپڑ۔ پچیسی ۱۲

بچھی ایک چوکی پڑا تورہ پوش[1] | کریں دیکھ کر غش جسے بادہ نوش
صراحی و ساغر شراب و کباب | دھرا اُس پہ ساقی نے کر انتخاب
ولے اُس کو رکھا چھپائے ہوئے | کہ چھٹتے نہیں منہ لگائے ہوئے
کہا خاصہ پز[2] کو خبر دار کر | کہ رکھیو تو خاصے کو تیار کر
یہ سب کچھ ہوا جب کہ آراستہ | خراماں ہوئی سرو نوخاستہ
سر شام لے ہاتھ میں اک چھڑی | ولیکن چھڑی وہ کہ جگنو جڑی
روش پر لگی پھرنے ایدھر اُدھر | کہ چھپ جائے سورج اُسے دیکھ کر

داستان بےنظیر کے آنے کی اور باہم ملاقات کرنے کی

پلا مجھ کو ساقی شراب وصال | کہ اب ہجر سے تنگ ہے میرا حال
تڑپتا تھا اُدھر جو وہ بے نظیر | ہوئی شام بارے تو چھوٹا اسیر
پر اُس نے بھی اتنا تکلف کیا | کہ اک دن میں جوڑے کو دھانی رنگا
تمامی کی سنجاف سے کر درست | بنا جلد جلد اور بہت تنگ و چست
بہت لعل و یاقوت کے نور تن | وہ گل اس طرح ہو کے رشک چمن
فلک سیر پر ہو شتابی سوار | ہوا آسماں پر ہوا ایک بار
یکایک جو وارد ہوا اُس جگہ | کہ جس جا خراماں تھی وہ رشکِ مہ
نظر نازنیں کی جو اُس پر پڑی | ہوئی جا درختوں کے اوجھل[3] کھڑی
کیا چھپ کے عالم یہ جو اُس کے دھیان | تو دیکھا عجب رنگ سے وہ جوان

[1] تورہ پوش۔ ایک قسم کا خوان پوش ۱۲ [2] خاصہ پز۔ شاہی باورچی ۱۲ آسی [3] اوجھل۔ اوٹ میں ۱۲ آسی